اتباع سلف کی اہمیت، ضرورت وافادیت

مؤلف

مفتی عبید الرحمان صاحب

رئیس دار الافتاء والارشاد مردان

مکتبہ دار التقویٰ مردان

اتباع سلف کی اہمیت، ضرورت وافادیت

تعارف واہمیت

یہ دور فتنوں کا دور ہے، جہاں طرح طرح کی فتنوں کی بہتات ہے، بسا اوقات فتنوں پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے اس جانب پوری طرح توجہ نہیں رہتی، لیکن درحقیقت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کا ایک تلاطم خیز سیلاب ہے جو ہزاروں لوگوں کو بہاکر لے جارہاہوتا ہے، ان فتنوں کی جڑوں کا باریک بینی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "اہل کفر کی شان وشوکت اور ان کا تفوّق" ایک بنیادی سرچشمہ ہے جہاں سے بیسیوں قسم کے فتنے پھوٹتے محسوس ہوتے ہیں، اسی کو "جدت پسندی" اور "مغربیت" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اسی عظیم فتنے سے بچنے کا ایک آسان اور مفید راستہ "اتّباع سلف" ہے جس کو "قدامت پسندی" اور "رجعت پسندی" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہاں اسی کے متعلق چند ضروری باتیں سپرد قرطاس کی جاتی ہیں، ممکن ہے کہ کسی شخص کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث ثابت ہو۔

قرآن کریم کی روشنی میں اتباع سلف کی اہمیت

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

{وَمَنۡ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۡ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ الۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتۡ مَصِيرًا }.[1]

---

[1] سورۃ النساء:۱۱۵.

ترجمہ: اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دینگے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

غیر مسلم افراد اور ان کے طور وطریقوں کے بارے میں دور اول کے مسلمانوں نے جو تعامل اختیار فرمایا تھا، وہ بعد و بغض کا تھا، دلی طور پر اس کو غلط، قابلِ نفرت اور مذموم خیال کرتے تھے اور عملی طور پر ان سے خود بھی دور رہنے کی کوشش کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس کی گرداب میں پھنسنے سے روکا کرتے تھے، قرآن وحدیث سے بھی ان کی یہی رہنمائی ہوتی تھی۔ اس لئے اس دور میں بھی مسلمانوں کے راستے پر چلنے کی صورت یہی ہے کہ دیار کفر کی جانب سے آنے والے رسوم اور وہاں سے درآمد یا متاثر ہونے والے تہذیب وثقافت کو دور پھینکا جائے، نہ صرف عملی طور پر ان سے دور رہا جائے بلکہ نظریاتی اور فکری لحاظ سے بھی اس سے دور رہنے اور دور رکھنے کی بھرپور کوشش کی جاتی رہے۔

سورۃ حشر میں ارشاد خداوندی ہے:

{وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ}.[1]

ترجمہ: اور ان کے لیے بھی جو مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں

---

۱ سورة الحشر: ۱۰.

اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے اے ہمارے رب بیشک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اس آیت سے مسلمانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ ان لوگوں سے کوئی دلی بعد یا نفرت بالکل نہ رکھے جو ان سے پہلے ایمان لائے تھے بلکہ اپنے ساتھ ان کے لئے بھی مغفرت کی دعاء کرتے رہے۔ مغفرت کی دعاء سے محبت اور پھر اعتماد کا رشتہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

آثار وروایات کی روشنی میں

اتباع سلف کی اہمیت تو دسیوں نصوص وآثار سے واضح ہوتی ہے، یہاں نمونے کے طور پر چند کو ذکر کیا جاتا ہے۔

"سنن ترمذی" میں ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حجاج بن یوسف کے مظالم کی شکایت، آپ نے فرمایا:

ما من عام إلا والذي بعده شر منه حتى تلقوا ربكم، سمعت هذا من نبيكم صلى الله عليه وسلم.[١]

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سنا ہر آنے والا سال پہلے سال سے بدتر ہوتا جائے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی"۔

"سنن دارمی" میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

---

[١] سنن الترمذي ت بشار،أبواب الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ،باب منه،ج٤ص ٦٢.

«اتَّبِعُوا وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ».[1]

ترجمہ:"تم (سنت کی)پیروی کرتے رہو،اوردین میں نئی باتیں ایجاد مت کرو ،تمہارے لئے یہ دین کافی ہے"۔

علامہ ابن وضاح قرطبی آپ ہی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: «اتَّبِعُوا آثَارَنَاوَلَا تَبْتَدِعُوا؛ فَقَدْ كُفِيتُمْ».[2]

ترجمہ:عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :ہماری راہ کی پیروی کرتے رہو کسی نئی راہ کو اختیار مت کرو تمہارے لئے یہ کافی ہے۔

علامہ ابن وضاح رحمہ اللہ کی اسی کتاب میں ہے کہ کچھ لوگوں نے ذکر وتسبیح کرنے کا ایک نیا طرز شروع کیا، حضرت ابن مسعود نے خود جاکر وہاں ان پر نکیر فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ ابْنِ مَسْعُودٍ بِيَدِهِ لَئِنْ أَخَذْتُمْ آثَارَ الْقَوْمِ لَيَسْبِقُنَّكُمْ سَبْقًا بَعِيدًا وَلَئِنْ حُرْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَتَضِلُّنَّ ضَلَالًا بَعِيدًا».[3]

ترجمہ:اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابن مسعود کی روح ہے،اگر تم نے سلف کادامن مضبوطی سے پکڑا تو آپ بہت آگے بڑھ جاؤگے اوراگر دائیں،بائیں پھرے تو سخت گمراہ ہوجاؤگے۔

حضرت قاضی شریح رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

[1] سنن الدارمي،باب في كراهية أخذ الرأي،ج١ص ٢٨٨.

[2] البدع لابن وضاح،باب ما يكون بدعة،ج١ص ٣٦.

[3] البدع لابن وضاح،باب ما يكون بدعة،ج١ص ٣٦.

«إن السنة سبقت قياسكم فاتبعوا ولا تبتدعوا فإنكم لن تضلوا ما أخذتم بالأثر».[1]

ترجمہ: بیشک سنت قیاس پر مقدم ہے، لہذا آپ پیروی کرتے رہو، بدعت اختیار نہ کرو، کیونکہ جب تک تم حدیث پر عمل کرتے رہو گے، آپ کبھی بھی گمراہ نہ ہوں گے۔

سلف کے صفات وعادات

حضرات سلف صالحین اپنی استطاعت کے مطابق تمام چیزوں کی طرح صفات وعادات میں بھی آپ ﷺ کی اتباع کرنے کی پوری کوشش فرمایا کرتے تھے، اور بڑی حد تک وہ اس میں کامیاب بھی رہیں، تاہم ان کی نمایاں صفات وہ ہیں جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک ارشاد میں ذکر فرمائی گئی ہیں، "جمع الفوائد" میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

من كانَ مستنًا فليستنّ بمن قد ماتَ، فإن الحيَّ لا يؤمنُ عليه الفتنةُ، أولئك أصحابُ محمدٍ – صلى الله عليه وسلم – كانوا أفضلَ هذه الأمةِ: أبرَّهَا قلوبًا، وأعمَقَها علمًا، وأقلَّها تكلفًا، اختارهم الله لصحبةِ نبيه – صلى الله عليه وسلم –، ولإقامةِ دينهِ، فاعرفوا لهم

[1] جامع بيان العلم وفضله،باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأي والظن والقياس على غير أصل وعيب الإكثار من المسائل دون اعتبار،ج٢ص ١٠٥٠.

فضلهمُ واتبعوهم علیٰ أثرِهم، وتمسکوا بما استطعتُمْ به من أخلاقهِم وسیرهم، فإنہم کانوا علیٰ الھدیٰ المستقیمِ۔[1]

ترجمہ: جو اقتداء کرنا چاہے وہ ان کی اقتداء کرلے جو فوت ہوئے کیونکہ زندہ فتنوں سے محفوظ نہیں، یہ آپ ﷺ کے ساتھی ہیں جو اس امت کے افضل ترین لوگ ہیں، جن کے دل انتہائی نیک، علم بہت اونچا اور تکلف بہت کم تھا، جنہیں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی صحبت، دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا، لہذا ان کی فضیلت جان کر ان کی پیروی کرو، اپنی استطاعت کے مطابق ان کے اخلاق وعادات کو اپنالو، کیونکہ یہ صحیح راستے پر قائم ہیں۔

یوں تو حضرات صحابہ کرام اور سلف صالحین کی راہ پر چلتے رہنے کی اہمیت اور ان کے حقیقی مقام ومرتبہ سے متعلق یہ قول ایک جامع متن کی حیثیت رکھتی ہے جس سے اس سلسلہ میں پوری پوری رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے، تاہم موضوع کی مناسبت سے یہاں حضرات صحابہ کرام کے تین صفات وعادات ذکر فرمائے گئے ہیں، ان صفات کی بناء پر ان کو اس امت کا افضل ترین طبقہ شمار فرمایا گیا ہے اور پھر ان کی تابعداری کرتے رہنے کی تلقین وترغیب دی گئی ہے۔ وہ تین صفات یہ ہے کہ وہ پاک دل تھے، عمیق علم رکھتے تھے، زیادہ تکلف کے عادی نہ تھے۔

غور کیا جائے تو ضلال وگمراہی یا تو باطنی برائی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، یا علمی گہرائی کے فقدان کی وجہ سے اور یا تکلف پر مبنی مزاج ومذاق کی وجہ سے۔ حضرات

---

[1] جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، ج۱ص ۳۰.

سلف صالحین کے ہاں انسانی حد تک یہ تینوں بنیادیں موجود نہ تھیں، اس لئے ان کے گمراہ ہونے کے امکانات بھی کم سے کم تر تھے، لہٰذا دیگر لوگوں کی بنسبت حضرات سلف ہی اس قابل ہیں کہ ان کی اتباع کی جاتی رہے، ان کے طرز و ڈھنگ کو اختیار کیا جاتا رہے، انہی کے صفات وعادات کو اپنانے کی کوشش کی جائے۔

سلف کی خصوصیات: امام الحرمین کی نظر میں

حضرات صحابہ کرام کی جماعت کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو تین صفات بیان فرمائے ہیں، فکری اور عملی زیغ و گمراہی سے بچنے میں یہ حفاظتی حصار کے مانند کردار ادا کرتی ہیں، ان کے ضمن میں متعدد صفات وعادات داخل ہو جاتی ہیں، حضرت امام الحرمین رحمہ اللہ سیاست وحکومت کے موضوع پر اپنی مشہور کتاب "غیاث الامم" میں ذکر کرتے ہیں کہ امام / حکومت کے لئے اس بات کی (خوب) حرص کر لینی چاہئے کہ تمام لوگوں کو سلف صالحین کے مذاہب (اور ان کے عادات واطوار) پر چلاتا رہے، ایسا ماحول تشکیل دے جس میں لوگوں کی اس نہج پر تربیت کا اہتمام وانتظام ہو، اس کے بعد آپ نے کچھ تفصیل کے ساتھ حضرات سلف صالحین کی صفات وعادات ذکر فرمائے ہیں، فرماتے ہیں:

وَالَّذِي أَذْكُرُهُ الْآنَ لَائِقًا بِمَقْصُودِ هَذَا الْكِتَابِ أَنَّ الَّذِي يَحْرِصُ الْإِمَامُ عَلَيْهِ جَمْعُ عَامَّةِ الْخَلْقِ عَلَى مَذَاهِبِ السَّلَفِ السَّابِقِيْنَ ; قَبْلَ أَنْ نَبَغَتِ الْأَهْوَاءُ، وَزَاغَتِ الْآرَاءُ ; وَكَانُوا - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ - يَنْهَوْنَ عَنِ التَّعَرُّضِ لِلْغَوَامِضِ، وَالتَّعَمُّقِ فِي الْمُشْكِلَاتِ، وَالْإِمْعَانِ فِي

مُلَابَسَةِ الْمُعْضِلَاتِ، وَالِاعْتِنَاءِ بِجَمْعِ الشُّبُهَاتِ، وَتَكَلُّفِ الْأَجْوِبَةِ عَمَّا لَمْ يَقَعْ مِنَ السُّؤَالَاتِ، وَيَرَوْنَ صَرْفَ الْعِنَايَةِ إِلَى الِاسْتِحْثَاثِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى، وَكَفِّ الْأَذَى، وَالْقِيَامِ بِالطَّاعَةِ حَسَبَ الِاسْتِطَاعَةِ.

ترجمہ: اس کتاب کے مقصود سے جو بات مناسب ہے وہ یہ کہ امام کے لئے تمام لوگوں کو سلف کے مذاہب پر خواہشات کے ظہور اور آراءِ حق سے پھیرنے سے پہلے جمع کرنا ہے، جو مشکلات اور باریکیوں میں سوچ وفکر اور اس کی طرف تعرض کرنے اور اس میں پڑھنے، شبہات کو جمع کرنے اسی طرح نت نئے سوالات سے بتکلف جواب دینے سے منع فرمایا کرتے اور وہ اپنی طاقت کو نیکی و تقوی، تکلیف کو دور کرنے اور اپنی وسعت کے مطابق اطاعت پر تیز کرنے کی طرف پھیرتے۔

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جن باتوں کی طرف حضرات متاخرین نے تعرّض فرمایا ہے، شاید متقدمین حضرات نے علمی یا عملی کمزوری وغیرہ کی بنیاد پر اس سے تعرض نہ فرمایا ہو، اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَمَا كَانُوا يَنْكَفُّونَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - عَمَّا تَعَرَّضَ لَهُ الْمُتَأَخِّرُونَ عَنْ عِيٍّ وَحَصَرٍ، وَتَبَلُّدٍ فِي الْقَرَائِحِ. هَيْهَاتَ، قَدْ كَانُوا أَذْكَى الْخَلَائِقِ أَذْهَانًا، وَأَرْجَحَهُمْ بَيَانًا، وَلَكِنَّهُمُ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ اقْتِحَامَ الشُّبُهَاتِ دَاعِيَةُ الْغِوَايَاتِ، وَسَبَبُ الضَّلَالَاتِ، فَكَانُوا يُحَاذِرُونَ فِي حَقِّ عَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ مَا هُمُ الْآنَ بِهِ مُبْتَلُونَ، وَإِلَيْهِ مَدْفُوعُونَ. فَإِنْ أَمْكَنَ حَمْلُ الْعَوَامِّ عَلَى ذَلِكَ، فَهُوَ الْأَسْلَمُ، وَلَمَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " «سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، النَّاجِي مِنْهَا

وَاحِدَةٌ» " فَاسْتَوْصَفَهُ الْحَاضِرُونَ الْفِرْقَةَ النَّاجِيَةَ فَقَالَ: «هُمُ الَّذِينَ كَانُوا عَلَىٰ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي» . وَنَحْنُ عَلَىٰ قَطْعٍ وَاضْطِرَارٍ مِنْ عُقُولِنَا نَعْلَمُ أَنَّهُمْ مَا كَانُوا يَرَوْنَ الْخَوْضَ فِي الدَّقَائِقِ، وَمَضَايِقِ الْحَقَائِقِ، وَلَا كَانُوا يَدْعُونَ إِلَىٰ التَّسَبُّبِ إِلَيْهَا، بَلْ كَانُوا يَشْتَدُّونَ عَلَىٰ مَنْ يَفْتَتِحُ الْخَوْضَ فِيهَا.

ترجمہ: ایسی بات نہیں کہ متقدمین نے کمزوری وکوتاہی یا طبیعت میں سستی کیوجہ سے ان باتوں کی طرف تعرض نہیں فرمایا جن کی طرف متاخرین نے فرمایا، متقدمین تو مخلوق میں سب سے ذہین ترین اور بہتر بیان کرنے والے تھے، لیکن وہ جانتے تھے کہ شبہات میں پڑھنا گمراہیوں کا دروازہ کھولنا ہے تو وہ سادہ مسلمانوں کی خاطر ان باتوں سے گریز کرتے جن میں آج وہ مبتلا ہیں، اگر عوام کا اس پر حمل کرنا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میری امت تہتر(۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی جن میں نجات پانے والا صرف ایک فرقہ ہو گا" موجود فرقہ کو ناجی کیساتھ موصوف کیا چنانچہ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اس پر قائم ہیں جس پر میں اور میرے صحابہ قائم ہیں۔ ہم اپنی عقل کے ذریعے قطعی طور پر جانتے ہیں کہ وہ باریکیوں اور حقائق میں زیادہ غور وخوض نہیں کرتے اور نہ اس کی طرف کوئی سبب اختیار فرماتے بلکہ اس شخص پر سختی فرماتے جو اس میں غور وخوض کرتا۔

اس کے دو تین سطر بعد تحریر فرماتے ہیں:

فَلْيَجْعَلِ الْإِمَامُ مَا وَصَفْنَاهُ الْآنَ أَكْبَرَ هَمِّهِ ; فَهُوَ مَحْسَمَةُ الْفِتَنِ، وَمَدْعَاةٌ إِلَى اسْتِدَادِ الْعَوَامِّ عَلَى مَمَرِّ الزَّمَنِ.[١]

ترجمہ: "لہذا ہم نے جو بات ذکر کی امام اسے اپنے اہم مقاصد میں سے گردانے جو فتنوں کی بیخ کنی اور عوام کو ہمیشہ کے لیے درست اور سیدھا رکھنا کا ذریعہ ہے"۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ امت کو متنوع فتنوں سے بچانے کا محفوظ اور بے خطر راستہ یہی ہے کہ اتباع سلف کا ماحول بنایا جائے، امت کی اسی کے مطابق تربیت کی جائے، سلف کے عادات واخلاق کو اجاگر کرنے اور معاشرے میں ان کی تخم ریزی کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیماری کی حالت میں جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ:

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ الَّذِي هُوَ أَمْلَكُ بِنَا لَا يَصْلُحُ آخِرُهُ إِلَّا بِمَا صَلُحَ أَوَّلُهُ.[٢]

ترجمہ: یہ چیز جو ہمارے لئے بہت مناسب ہے، اس کا اول جس طریقے سے درست ہوا ہے اس کا آخر اس طریقے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا"۔

---

[١] غياث الأمم في التياث الظلم، الركن الأول كتاب الإمامة،الباب الثامن فيما يناط بالأئمة والولاة من أحكام الإسلام،نظر الإمام في الأمور المتعلقة بالدين، واجب الإمام نحو أصل الدين،ص: ١٩٢،١٩١،١٩٠.

[٢] تاريخ المدينة لابن شبة، ذكر عهد أبي بكر إلى عمر، واستخلافه إياه، ووصيته إياه عن إبراهيم النخعي قال: أول من ولى أبو بكر شيئا من أمور المسلمين عمر بن الخطاب، ولاه القضاء، وكان أول قاض في الإسلام عن الحسن بن أبي الحسن قال: لما ثقل أبو بكر واستبان له من نفسه جمع الناس إليه،ج٢ص ٦٦٧.

سلف کو خطاوار ٹھہرانا

درج بالا تفصیلات کی بنیاد پر محقّق اہل علم کا یہ موقف رہاہے اور متعدد حضرات نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے کہ دینی و شرعی مسائل میں حضرات سلف صالحین کی تغلیط کرنا درست ہے، نہ ہی ان کی تضلیل یا تجہیل کرنے کی گنجائش ہے، قیاس کی حجیت کے انکار کرنے والے بعض لوگوں نے سلف پر کچھ طعن کیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے امام سرخسی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

فَأَما من طعن فِي السّــلف من نفاة الْقيَاس لاحتجاجهم بِالرَّأْيِ فِي الْأَحْكَام فَكَلَامه كَمَا قَالَ الله تَعَالَى {كَبرت كلمة تخرج من أَفْوَاههم إِن يَقُولُونَ إِلَّا كذبا}.[1]

ترجمہ: قیاس کے منکرین میں سے جو شخص سلف پر جو یہ طعن کرے کہ وہ احکام میں رائے کے ذریعے دلیل پکڑتے تھے، تو اس کا قول ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے "کیسی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ لوگ بالکل جھوٹ کہتے ہیں"۔

علامہ ابن عبد الہادی مرحوم فرماتے ہیں:

ولا يجوز إحداث تأويل في آية أو سنة لم يكن على عهد السلف ولا عرفوه ولا بينوه للأمة، فإن هذا يتضــمن أنهم جهلوا الحق في هذا

---

[1] أصول السرخسي،فصل في حدوث الخلاف بعد الإجماع باعتبار معنى حادث،ج٢ص ١٣٣.

وضــلوا عنه، واهتدىٰ إليه هذا المعترض المســتأخر، فكيف إذا كان التأويل يخالف تأويلهم ويناقضه.[١]

ترجمہ: آیت وسنت میں ایسی تاویل کرنا جو سلف نے امت کو نہ بیان کی ہو، نہ وہ اسے جانتے اور نہ وہ اس کے زمانے میں موجود ہو، جائز نہیں۔ کیونکہ یہ اس بات کا تقاضایہ ہے کہ وہ اس بارے میں حق سے ناواقف اور بے خبر تھے، جس کو اس پیچھے معترض کا دماغ پہنچا، تو اس کا کیا حال ہو گا جب تاویل ان کے تاویل کی بالکل مخالف اور توڑنے والا ہو۔

اتباع سلف کی ضرورت

مشہور مالکی فقیہ علامہ ابن ابی زید القیروانی فرماتے ہیں:

والتسليم للسنن لا تعارض برأي ولا تدافع بقياس، وما تأوله منها السـلف الصـالح تأولناه، وما عملوا به عملناه، وما تركوه تركناه ويسعنا أن نمسك عما أمسكوا ونتبعهم فيما بينوا، ونقتدي بهم فيما استنبطوه ورأوه في الحوادث ولا نخرج عن جماعتهم فيما اختلفوا فيه أو في تأويله. وكل ما قدمنا ذكره فهو قول أهل السـنة وأيمة الناس في الفقه والحديث على ما بيناه.

ترجمہ: سنت کو تسلیم کرنا رائے اور قیاس کے کوئی معارض نہیں، جو تاویل ان میں سے سلف صالحین نے کی ہیں وہ تاویل ہم بھی کرتے ہیں، جس پر انہوں نے عمل کیا اس پر ہم بھی عمل کرتے ہیں اور جو چھوڑا وہ چھوڑتے ہیں۔ ہمارے لئے کافی ہے کہ ہم ان

---

[١] الصـارم المنكي في الرد على السـبكي،مقدمه المؤلف،الباب الخامس في تقرير كون الزيارة قربة وذلك بالكتاب والسنة والإجماع والقياس،ص ٣١٨.

چیزوں سے رُکے جن سے وہ رُکے اور جو انہوں نے بیان فرمایا اس کی اتباع کریں، ان کی اقتداء کریں جو انہوں نے مستنبط کئے اور نئے مسائل میں نقل فرمائے، اور ان کی جماعت سے ان باتوں کی وجہ سے نہیں نکلتے جن میں انہوں نے اختلاف کیا ہو یا اس کی تاویل میں۔ہم نے ما قبل میں جو باتیں ذکر کیں تو یہ اہل سنت اور فقہ وحدیث میں لوگوں کے ائمہ کا قول ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا زریں قول

یہی علامہ قیروانی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کے حوالہ سے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

سن رسول الله صلىٰ الله عليه وسلم وولاة الأمر من بعده سننا الآخذ بها تصديقًا بكتاب الله واستكمالاً لطاعة الله وقوة علىٰ دين الله، ليس لأحد تبديلها ولا تغييرها، ولا النظر فيما خالفها من اقتدىٰ بها مهتد ومن استنصر بها منصور، ومن تركها واتبع غير سبيل المؤمنين ولاه الله ما تولىٰ وأصلاه جهنم وساءت مصيرًا.[1]

ترجمہ: آپ ﷺ اور آپ کے بعد حکام نے ایسے طریقے بتائے ہیں، جن پر چلنے والا کتاب اللہ کی تصدیق کرتا ہے، اللہ کی اطاعت اور دین پر مضبوطی حاصل کرتا ہے کسی کے لئے ان کو بدلنا جائز نہیں اور نہ اس میں ایسا نظر کرنا جو اس کے مخالف ہو، اس پر چلنے والا ہدایت یافتہ ہے اور اس کے ذریعے مدد حاصل کرنے والا منصور ہے، جو اسے چھوڑ کر مومنوں کے راستے کے خلاف چلا تو اللہ اسے

[1] الجامع في السنن والآداب والمغازي والتاريخ، باب ذكر السنن التي خلافها البدع وذكر الاقتداء والإتباع وشيء من فضل الصحابة ومجانبة أهل البدع، ص ١١٧.

اس طرف پھیر دے گا جس طرف وہ خود پھیرے اوراسے جہنم میں داخل کردے گا جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ عقائد پر مشتمل اپنے مختصر متن میں تحریر فرماتے ہیں:

وَعُلَمَاءُ السَّلَفِ مِنَ السَّابِقِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِينَ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالْأَثَرِ وَأَهْلِ الْفِقْهِ وَالنَّظَرِ لَا يُذْكَرُونَ إِلَّا بِالْجَمِيلِ وَمَنْ ذَكَرَهُمْ بِسُوءٍ فهو علىٰ غير السبيل.[1]

ترجمہ:سلف صالحین اور ان کے بعد تابعین جو اہل حدیث واہل فقہ ہیں ،ان کا ذکرِ خیر ہی کیاجائے گااور جو ان کے بارے میں بدگوئی کرے گاوہ گمراہ ہو گا۔

فقہائے شافعیہ کے اصول فقہ کے متن "جمع الجوامع" اوراس کی شرح میں ہے:

(و) نرىٰ (أن الشافعي) إمامنا (ومالكا) شيخه (وأبا حنيفة والسفيانين) الثوري وابن عيينة (وأحمد) بن حنبل (والأوزاعي وإسحاق) بن راهويه (وداود) الظاهري (وسائر أئمة المسلمين) أي باقيهم (علىٰ هدىٰ من ربهم) في العقائد وغيرها ولا التفات لمن تكلم فيهم بما هم بريئون منه.[2]

---

[1] متن الطحاوية،ص ٨٢.

[2] حاشية العطار على شرح الجلال المحلي على جمع الجوامع،الكتاب السابع في الاجتهاد،التقليد في أصول الدين،ج٢ص ٤٩١.

ترجمہ: ہم امام شافعی کو اپنا امام، امام مالک کو اس کا استاذ، ابو حنیفہ اور سفیان ثوری، سفیان ابن عیینۃ، احمد ابن حنبل، اوزاعی، اسحاق ابن راہویہ، داوٗد ظاہری اور سب ائمہ رحمھم اللہ رحمۃ واسعۃ کو عقائد وغیرہ میں اللہ کی طرف سے ہدایت پر سمجھتے ہیں، جو ان کے بارے میں ایسی بات کہے جو ان میں موجود نہ ہو اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

غلط فہمی: کیا اتباع سلف حجت ہے؟

اس پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ شریعت کے دلائل تو چار ہیں، ان میں اتباع سلف داخل نہیں ہے تو کیوں اس پر اس قدر زور دیا جاتا ہے اور متنوع طریقے سے اس کی اہمیت جتائی جارہی ہے! جواب یہ ہے کہ قطع نظر اس بات سے، کہ اتباع سلف ان چار میں سے کسی ایک کے ضمن میں داخل ہوتی ہے یا نہیں، یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ایک کسی چیز کا حجت ہونا ہے اور ایک کسی چیز کا حق کے مطابق ہونا ہے، دونوں میں فرق ہے، پہلی صورت میں متعلقہ چیز حقانیت کی دلیل اور اس کا موجب بن جاتی ہے جبکہ دوسری صورت میں اس کی ایک حیثیت ایک علامت اور نشانی کی سی ہوتی ہے، اتباع سلف کی اہمیت کی حیثیت بھی یہی دوسری ہے۔ فنی طور پر اس کو یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ اتباع سلف کسی چیز کے حق ہونے کی دلیل لمی تو نہیں ہے البتہ دلیل انی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مفتی عبید الرحمن صاحب

رئیس دار الافتاء والارشاد، مردان

۲۸، شعبان ۴۵ھ